۲۱ ذوالقعدہ،۱۴۴۴ھ / ۲ جون،2023ء

اورنگ زیب عالَم گیر رحمۃ اللہ علیہ

کا

شاندار دَورِ حکومت

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان

مرکزی دفتر

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَنَہَوۡا عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ ۔

یہ اٹل فیصلہ اور سب سے بڑی حقیقت ہے کہ بقاودوام صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، باقی ہر چیز فانی اور ختم ہونے والی ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے: کُلُّ مَنۡ عَلَیۡہَا فَانٍ ۚ وَّیَبۡقٰی وَجۡہُ رَبِّکَ ذُو الۡجَلٰلِ وَالۡاِکۡرَامِ ۔ یعنی "زمین پر[1] جتنی مخلوق ہے سب فنا ہو جائے گی ۝ صرف تمہارے ربّ کی ذات باقی رہے گی، جو عظمت وبزرگی کا مالک اور اِحسان فرمانے والا ہے۔"[الرحمٰن 27،26:55]

مرنا توسب نے ہے، مگر بعض انسانوں کی وفات کے بعد بھی ربّ تعالیٰ مخلوق میں اُن کے تذکرے اور اُن کی محبت باقی رکھتا ہے۔

یہ اِنعام دولت، حکومت یا جاگیر کے ذریعے نہیں ملتا، یہ کیسے نصیب ہوتا ہے؟ اِس بارے میں قرآنِ مجید کی ایک آیتِ کریمہ سے راہ نمائی ملتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذۡہَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ ؕ کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ ۔ "(بارش برستی ہے تو پانی کے اُوپر جھاگ بھی ہوتا ہے) جھاگ تو ضائع ہو جاتا ہے اور وہ (پانی) جو لوگوں کے لیے نفع بخش ہے وہ زمین میں باقی رہتا ہے، اللہ یوں ہی مثالیں بیان فرماتا ہے۔"[الرعد 17:13] آیتِ کریمہ کا بنیادی مضمون حق وباطل کی مثال بیان کرنا ہے... کہ حق کو جتنا بھی دبانے کی کوشش کرلی جائے، وہی باقی رہتا ہے اور باطل کا کتنا ہی شور کیوں نہ ہو، بالآخر وہ مٹ جاتا ہے... مگر قرآنِ کریم کا ایک ایک لفظ بہت سے پہلوؤں پر راہ نمائی فرماتا ہے۔ اِس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو انسان دین کی خدمت کرے، مخلوقِ خدا کو نفع پہنچائے اور بھلائی کا ذریعہ بنے ربّ تعالیٰ اُسے جاوِدانی وبقائے ذکر عطا فرماتا ہے۔

ماہِ ذوالقعدہ میں برّصغیر کے ایک ایسے حکمران کا یومِ ولادت ووِصال ہے جس نے تقریباً پچاس سال تک پورے خطے کا مطلق العنان بادشاہ ہونے کے باوجود درویشانہ رنگ میں نہایت شاندار زندگی گزاری اور دین وملّت کے لیے ایسے کارنامے سرانجام دیے کہ مسلمان آج بھی نہایت احترام کے ساتھ اُن کا تذکرہ کرتے ہیں، اُس عظیم شہنشاہ کا نام محمد اورنگ زیب عالَم گیر ہے، رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ آیتِ کریمہ کی عملی تصدیق ہے کہ کرّوفرّ اور جاہ وجلال کے ساتھ زندگی گزارنے والے شاہوں کے نام بھی مٹ گئے، مگر اِس درویش بادشاہ کا احترام دلوں میں اب بھی باقی ہے۔

اِس وقت جب کہ حکومت واقتدار کے لیے لڑائی عروج پر ہے اور عوام سیاست دانوں کی لڑائیوں کی سزا بھگت رہے ہیں... عالم گیر علیہ الرحمہ کی یاد بھی آتی ہے اور شدّت کے ساتھ اُن کے اُصولِ بادشاہی کی ضرورت بھی محسوس ہوتی ہے۔

---

[1] اِس آیت میں زمین پر بسنے والوں کی فنا کا ذکر ہے، دوسری آیت میں ہے: "ہر جاندار نے موت کو چکھنا ہے"۔

سوانحی خاکہ

شاہِ ہند، ابو المُظفَّر محمد اورنگ زیب عالَم گیر نقشبندی علیہ الرحمہ ۱۵ ذو القعدہ، ۱۰۲۷ھ / 24 اکتوبر، 1618ء کو اکبر بادشاہ کے پوتے "خرم" المعروف شہاب الدین محمد شاہ جہان کے گھر پیدا ہوئے۔

وہ بچپن سے ہی دانا، بہادر، بردبار اور دیگر کئی اچھے اوصاف کے حامل تھے۔ اُنھوں نے نامور علمائے اہلِ سنّت سے دینی علوم وفنون حاصل کیے، مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ کے شہزادے خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی، اولیائے کرام سے بہت محبت کرتے تھے اور اُن کی تعلیمات کے سچے پیروکار تھے۔

۱۰۶۸ھ / 1658ء کو شاہِ ہند کی حیثیت سے تخت سنبھالا اور پھر وفات تک تقریباً پچاس سال اسلام اور رعایا کی خوب خدمت کی۔ ایک بڑی سلطنت کا مطلق العنان بادشاہ ہونے کے باوجود اُنھوں نے درویشانہ انداز میں قابلِ رشک اور لائقِ تقلید زندگی گزاری۔

اُن کی زندگی کے بارے میں جان کر عقل دنگ رہ جاتی ہے... اُنھوں نے بادشاہ بننے کے تقریباً چار سال بعد قرآنِ مجید حفظ کیا، ہمیشہ باوُضو رہتے تھے اور نمازِ پنج گانہ پابندی کے ساتھ مسجد میں باجماعت ادا کرتے تھے، رمضان المبارک کے روزوں اور اعتکاف کا بھی پختہ معمول تھا، دربارِ شاہی میں ہر طرح کے حرام کاموں پر مکمل پابندی تھی، اُن کی اکثر راتیں مختلف اولیائے کرام اور علمائے ذی شان سے گفتگو میں گزرتی تھیں۔ اُنھیں علمِ دین سے ایسی محبت تھی کہ زندگی کے آخری ایّام میں شیخِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مولانا محمد فرخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے دوبارہ بخاری شریف پڑھی۔

شاہِ ہند سرکاری خزانہ کو اپنی جاگیر سمجھنے کے بجائے اپنے ہاتھوں سے ٹوپیاں بناتے، قرآنِ مجید کی کتابت کرتے اور اِس سے ہونے والی آمدن سے اپنے اخراجات پورے کرتے۔ آپ نے وصال کے وقت وصیت کی: میرے ترکہ میں سے چار روپے جو مَیں نے ٹوپیاں بنا کر کمائے ہیں وہ میرے کفن دفن میں خرچ کیے جائیں اور پانچ روپے جو مَیں نے قرآنِ مجید کی کتابت سے حاصل کیے ہیں وہ غریبوں میں تقسیم کر دیے جائیں۔

سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے پورے ملک کے اندر حقیقی معنوں میں اسلامی شریعت کو نافذ کیا، عدل وانصاف قائم کیا اور علمِ دین کی خوب اِشاعت کی۔ دینی خدمات کے اعتراف میں علما نے آپ کو اپنے دَور کا "مجدّد" قرار دینے کے ساتھ ساتھ مُحیُ الدّین اور سلطانِ اسلام جیسے القاب سے نوازا۔

تاریخ نگاروں نے لکھا: اگر برِّصغیر میں عالَم گیر جیسے دو بادشاہ اَور آتے تو مسلمانوں کو انگریزوں اور ہندوؤں کے جبر سے نجات کے لیے تحریکِ پاکستان چلانے کی ضرورت پیش نہ آتی، بلکہ پورے خطے میں ہر طرف اسلام ہی کی رونق ہوتی۔

۸ ذوالقعدۃ ۱۱۱۸ھ / 11 فروری، 1707ء کو آپ کا وصال ہوا۔ مزار خُلد آباد (ضلع اورنگ آباد، مہاراشٹر) ہندوستان میں ہے۔

علمِ دین کا فروغ

اسلام کی سربلندی کے لیے علمِ دین کو فروغ دینا مسلم حکمرانوں کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ہے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور خلفائے راشدین علیہم الرضوان نے علمِ دین کی اِشاعت کے لیے جو حسین اِقدامات کیے وہ کسی سے مخفی نہیں۔

ابو المُظفَّر اورنگزیب علیہ الرحمہ علمِ دین سے بے پناہ محبت کرتے تھے، اُنھوں نے تخت سنبھالنے کے بعد قرآنِ مجید حفظ کیا، زندگی بھر علم سیکھتے رہے اور آخری ایّام میں شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مولانا محمد فرخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے دوبارہ بخاری شریف پڑھی۔

(مجددی، محمد اقبال، پروفیسر، مقدمہ حسنات الحرمین[1]، ص:119، مکتبہ سراجیہ)

یہ اِشاعتِ علمِ دین کا جذبہ ہی تھا کہ آپ کے دَور میں شاہی قلعہ کے سامنے "بادشاہی مسجد" سمیت بے شمار مساجد تعمیر ہوئیں اور لاتعداد مدارس قائم ہوئے۔ آپ نے اپنے گورنروں کو تاکیدی حکم جاری کیا کہ وہ اپنے علاقوں میں دارالعلوم قائم کریں اور علما کی مالی خدمت کریں۔ اُنھوں نے سرکاری خزانے سے طلبہ کے لیے درجہ بدرجہ وظائف بھی مقرر کروائے۔

(سالک، محمد علم الدین، "علمائے کرام، دینی مدرسے" نقوش، لاہور نمبر، (فروری، 1962ء) ص:521)

1690ء میں جب کپتان الیگزینڈر سندھ کی سیر کے لیے آیا تو ٹھٹہ کے بارے میں اپنے تأثرات قلم بند کرتے ہوئے لکھا:
یہ شہر علومِ فقہ، فلسفہ، ریاضی اور دینیات کے لیے مشہور ہے... اِن علوم میں لڑکوں کی تعلیم کے لیے یہاں تقریباً 400 کالج (مدارس وجامعات) ہیں۔ (نیو اکاؤنٹ آف ایسٹ انڈیا کمپنی، ج:1، ص:127، بحوالہ نقوش، لاہور نمبر، ص:521)

عالَم گیر رحمۃ اللہ علیہ نے پورے ہندوستان میں نظامِ مصطفیٰ نافذ کیا... ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت کا تعلق سُنّی مسلک سے تھا اور فقہِ حنفی پر عمل کرتے تھے۔ چنانچہ ضرورت پیش آئی کہ فقہِ حنفی کی روشنی میں اسلامی احکام کی ایک عام فہم، مستند اور جامع کتاب تیار کروائی جائے اور اُسے بطورِ قانون پورے ملک میں نافذ کیا جائے؛ لٰہذا آپ نے اپنی سرپرستی میں تقریباً پچاس ماہر حنفی علمائے کرام کی ایک کمیٹی تشکیل دی، اُس کا نگران شیخ نظام الدین برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر کیا اور اِس عظیم الشان منصوبے پر ہونے والے تمام اخراجات سرکاری خزانے سے جاری کروائے۔ آٹھ سال کی مسلسل محنت کے بعد تقریباً 1672ء میں ایک قیمتی علمی سرمایہ مرتَّب ہوا، جس کا نام اَلْفَتَاوَی الْھِنْدِیَّۃ / فتاویٰ عالم گیری ہے۔ یہ کتاب اِس وقت بھی پوری دُنیا کے علما میں مقبول ہے، اُردو میں یہ کتاب دس ضخیم جلدوں میں شائع ہو رہی ہے۔ اِس کے علاوہ بھی آپ کے دور میں متعدد اہم دینی کتابیں تصنیف کی گئیں۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے: تذکرۂ مجددینِ اسلام، از علامہ غلام مصطفیٰ مجددی، ص:261، مکتبہ نبویہ)

---

[1] کتاب پڑھنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://ia800303.us.archive.org/27/items/Hasanat-ul-haramainurduAndFarsi/Hasanat-ul-Harmain-ur-fa.pdf

نظامِ زکوٰۃ و عشر اور جزیہ کا اجرا

اسلامی تعلیمات کے مطابق مسلم حکمرانوں کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ہے کہ:

- مسلمان شہریوں کے اموال سے زکوٰۃ اور اُن کی زمینوں کی پیداوار سے عُشر وصول کر کے مستحق افراد تک پہنچائیں۔ اگرچہ شہری ازخود زکوٰۃ و عشر ادا کریں تو بھی ادا ہو جاتے ہیں، مگر اِس کے لیے شفّاف نظام قائم کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔
- چونکہ غیر مسلم شہریوں کے جان ومال کا تحفّظ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے، اِس بنیاد پر قرآنی حکم ہے کہ غیر مسلموں کے معاملات کی مناسب دیکھ بھال کے لیے شرعی حدود کے مطابق اُن سے جِزْیَہ (ٹیکس) وصول کرنے کا نظام بنایا جائے۔
  - البتہ ریاست کو مسلم یا غیر مسلم شہریوں سے ظالمانہ ٹیکس وصول کرنے کی کسی بھی صورت میں اِجازت نہیں۔

جزیہ سے متعلق خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ نے ارشاد فرمایا: حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ. یعنی ”غیر مسلموں سے جہاد کرتے رہو حتّٰی کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے جزیہ ادا کریں۔“ [التوبۃ 29:9] مفہوم یہ کہ غیر مسلم شہری ریاست کو احسان کے طور پر ٹیکس ادا نہ کریں، بلکہ اِس طرح ادا کریں جس طرح مجرم حاکم کو جرمانہ ادا کرتا ہے اور اُس پر حاکم کا احسان ہے کہ وہ جرمانہ وصول کر کے اُس کی سزا معاف کر رہا ہے۔ (تبیان القرآن، ملخصاً)

سیدنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ والیٔ کونین ﷺ نے (ظالمانہ ٹیکس لینے والے حکمرانوں کے بارے میں بطورِ سرزنش) ارشاد فرمایا: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ.» ”بے جا ٹیکس لینے والے کو جنت میں داخلہ نصیب نہیں ہوگا۔“

(سنن ابوداود، حدیث: 2937۔ مسند احمد، حدیث: 17294)

شاہِ ہند عالَم گیر علیہ الرحمہ کے تخت نشین ہونے سے پہلے شہریوں سے مختلف قسم کے ٹیکس وصول کیے جاتے تھے، مگر مسلمانوں سے زکوٰۃ و عشر وصول کرنے کا نظام معطّل تھا اور ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے کفّار سے جزیہ وصول نہیں کیا جاتا تھا۔ آپ نے اسلامی احکام کے مطابق فوری طور پر تمام ظالمانہ ٹیکس ختم کروا دیے اور زکوٰۃ و عشر اور جِزیہ کا نظام بحال کروایا۔

(مجددی، غلام مصطفیٰ، علامہ، تذکرۂ مجددینِ اسلام،[1] ص: 253، مکتبہ نبویہ)

لمحۂ فکریہ: الحمد للہ! پاکستان اسلام کے نام پر بنا اور قانونی طور پر ”اسلامی جمہوریہ“ ہے، مگر عملی طور پر یہاں کفار سے جزیہ اور مسلمانوں سے عشر وصول کرنے کا کوئی نظام نہیں، زکوٰۃ کا نظام بھی کھاتہ پوری کی حد تک ہے، البتہ ظالمانہ ٹیکس پوری ڈھٹائی کے ساتھ وصول کیا جاتا ہے۔ کاش سلطانِ اسلام محمد اورنگ زیب علیہ الرحمہ کا کوئی جانشین آئے اور اسلامی نظام قائم کرے۔

---

[1] کتاب پڑھنے کے لیے لنک پر کلک کریں: http://s595909773.online-home.ca/KB/Mujaddeen-e-Islam/WQ.pdf

منکراتِ شرعیہ کا سدِّباب

مسلم حکمرانوں کی اہم ذمہ داریوں میں سے یہ بھی ہے کہ ریاستِ اسلامیہ میں دین وشریعت کے خلاف ہونے والے اُمور کی روک تھام کے لیے ٹھوس منصوبہ بندی کریں اور جس طرح ریاستی طاقت سے جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کا اہتمام کرتے ہیں اُس سے زیادہ اہتمام کے ساتھ نظریاتی سرحدوں پر پہرہ دیں۔

ربّ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں غلامانِ رسول ﷺ کے اوصاف میں یہ بھی ذکر فرمایا کہ جب اُنھیں خلافت وحکومت ملے گی تو وہ منکراتِ شرعیہ کی روک تھام کریں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ نَہَوۡا عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ۔ ”(مسلمان وہ ہیں) اگر ہم اُنھیں زمین میں اقتدار دیں تو وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔“[الحج22:41]

خلفائے راشدین علیہم الرضوان نے سیدِ عالم ﷺ کے وصالِ اقدس کے بعد اسلام کے خلاف ہونے والی تمام سازشوں کا جس جواں مردی سے مقابلہ کیا وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔

جلال الدین اکبر نے ہندوستان میں جس طرح اسلام کا حلیہ بگاڑا تھا اُس کے اثرات عالَم گیر کی تخت نشینی سے پہلے تک باقی تھے، مجدّدِ اسلام محمد اورنگ زیب علیہ الرحمہ نے حکومت سنبھالتے ہی تمام منکراتِ شرعیہ کی روک تھام کے لیے ٹھوس اقدامات فرمائے۔

غیر اسلامی تہواروں پر پابندی: اکبر اور اُس کے جانشینوں کی نالائقی سے سرکاری سرپرستی میں غیر مسلموں کے مذہبی تہوار منائے جاتے اور شاہی دربار کے اندر بھی ایسی تقریبات کا انعقاد کیا جاتا۔ جیسا کہ پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک کے موجودہ حکمران غیر مسلموں کو اُن کے تہواروں کی نہ صرف مبارک بادیں دیتے ہیں، بلکہ اُن میں شرکت کرتے ہوئے بھی نہیں شرماتے، حالانکہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو یہ آزادی ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھروں اور عبادت گاہوں میں اپنی مذہبی رسومات جیسے چاہیں ادا کریں، البتہ اُنھیں اپنا مذہب پھیلانے یا سرِعام مذہبی رسمیں پوری کرنے کی ہرگز اِجازت نہیں ہوتی، نیز مسلمانوں کو بھی ہرگز یہ اِجازت نہیں کہ وہ غیر مسلموں کے مذہبی تہواروں میں شریک ہوں۔

مجدّدِ اسلام اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے تخت نشین ہوتے ہی تمام غیر اسلامی تہواروں کو روک دیا اور غیر مسلموں کو پابند بنایا کہ وہ اپنے تہوار صرف اپنے مذہبی مقامات میں منائیں۔ ایک مرتبہ آپ کو معلوم ہوا کہ آپ کے بیٹے معظم نے ایک غیر اسلامی تہوار ”نَوروز“ میں شرکت کی ہے تو آپ نے اُسے خط لکھا: بیٹے! ایک بے غرض آدمی سے معلوم ہوا کہ تم نے اِس سال جشنِ نَوروز ایرانیوں کی طرح بڑے دھوم دھام سے منایا، خدا کے فضل سے تمہارا عقیدہ درست ہے تو پھر تم نے یہ بدعت کس سے سیکھی ہے؟(عظمتوں کے چراغ)

باطل پرستوں کو لگام: آپ سے پہلے سرِ عام خلافِ اسلام نظریات کا پرچار کیا جاتا تھا اور گمراہی پھیلانے والوں پر کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔ جیسا کہ ہمارے دور میں جس کا دل چاہے میڈیا پر اپنا فتنہ پھیلاتا ہے، مگر ریاست کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

سلطانِ اسلام علیہ الرحمہ نے تخت سنبھالتے ہی باطل نظریات کو پھیلانے والے تمام لوگوں کا محاسبہ کیا، جو اپنے کرتوتوں سے باز آگئے اُنھیں چھوڑ دیا گیا اور جو باز نہ آئے اُنھیں قتل کر دیا گیا۔

(اُس دَور کی مذہبی صورتِ حال سے آگاہی کے لیے ملاحظہ کیجیے مقدمہ حسنات الحرمین، ص:72 تا110)

مساجد کی بحالی: سابقہ بادشاہوں کی نالائقی سے ہندوؤں نے کئی جگہ مسجدوں کو گرا کر اُن کی جگہ مندر یا اپنے محلات تعمیر کر لیے تھے، سلطانِ اسلام اورنگ زیب علیہ الرحمہ نے اُن تمام مساجد کو بحال کروایا اور اُن کی زیب و آرائش کی۔

(سالنامہ باغِ فردوس، مجدّ دینِ اسلام نمبر، [1] ص:337 جامعہ اشرفیہ، انڈیا)

جیسا کہ گزشتہ دنوں ترکیہ میں دوبارہ صدارتی انتخابات جیتنے والے غیرت مند مسلم حکمران رجب طیب اردگان نے 10 جولائی، 2020ء کو ترکیہ کے دار الحکومت استنبول کی قدیم "جامع مسجد آیا صوفیہ" کو بطور مسجد بحال کیا تھا۔

فحاشی کی روک تھام: عالَم گیر علیہ الرحمہ کے حکم سے بھنگ کی کاشت کو قانونی جرم قرار دیا گیا۔ نیز شراب نوشی، جوا اور موسیقی پر مکمل پابندی عائد کر دی گئی اور اِن بے ہودہ کاموں کے تمام اڈے بند کروا کر مستقل روک تھام کے لیے مُحتسب مقرر کیے۔

ایک مرتبہ موسیقاروں نے منصوبہ بندی کے ساتھ آلاتِ موسیقی کا ایک علامتی جنازہ تیار کیا اور اُسے لے کر شاہی محل کے پاس سے گزرے، عالمگیر علیہ الرحمہ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ کہنے لگے: موسیقی کا جنازہ ہے۔ فرمایا: خوب گہرائی میں دفن کرنا؛ تاکہ آئندہ کبھی باہر نہ آسکے۔ (تذکرۂ مجدد دینِ اسلام، ص:260، 261)

موجودہ دَور کی سرکاری و غیر سرکاری تقریبات میں ہونے والی فحاشی کو دیکھ کر پاکستان بنانے والوں اور سلطانِ اسلام علیہ الرحمہ کی روحیں تڑپتی ہوں گی، اسلامی ممالک کو آج بھی عالَم گیر علیہ الرحمہ کی شدید ضرورت ہے۔

نصاب کی اِصلاح: فارسی ادب سکھانے کے لیے مدارس و جامعات میں صوفیانہ رنگ میں کہے گئے فارسی اشعار پر مشتمل کچھ ایسی کتابیں بھی شامل تھیں، جن کے ظاہری معانی سے ناپختہ ذہنوں میں غلط خیالات بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ عالَم گیر علیہ الرحمہ نے وہ تمام کتابیں نصاب سے نکلوا دیں اور فرمایا: اب لوگوں کی طبیعتیں خام ہو چکی ہیں، وہ اصل مفہوم تک پہنچنے کے بجائے ظاہری معانی میں ہی مست ہو کر بے ہودہ خیالات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ (ولی مظہر، ایڈووکیٹ، عظمتوں کے چراغ، ص:46، مجلس کارکنانِ تحریکِ پاکستان)

---

[1] پڑھنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://ia803404.us.archive.org/34/items/20210409_20210409_1640/%D9%85%D8%AC%D8%AF%D8%AF%DB%8C%D9%86%20%D8%A7%D8%B3%D9%84%D8%A7%D9%85%20%D9%86%D9%85%D8%A8%D8%B1.pdf

ہمارے عصری اِداروں میں نظامِ تعلیم کی صورتِ حال یہ ہے کہ نوجوانوں کے اخلاق تباہی کے کنارے تک پہنچ چکے ہیں اور اِسے روشن خیالی کا نام دیا جاتا ہے، آئے روز مختلف اِداروں کے نصاب، پیپرز یا نظام کے حوالے سے پریشان کُن خبریں موصول ہوتی رہتی ہیں۔

اورنگ زیب علیہ الرحمہ کا یہ اقدام لائقِ تقلید ہے؛ کیونکہ تعلیمی اِداروں میں پڑھنے والے مستقبل کے معمار ہیں، اگر اُن کی اچھی تربیت نہ کی جائے تو اچھے مستقبل کی توقّع نہیں کی جاسکتی۔

عدل وانصاف کی فراہمی

ریاست اسلامی ہو یا غیر اسلامی، اُس کی بقا کے لیے عدل وانصاف کا قیام ضروری ہے۔ جو ریاست شہریوں کو انصاف فراہم نہ کرے وہ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتی۔ قرآنِ مجید نے عدل واِنصاف کی ایسی حسین تربیت دی ہے کہ اپنے دشمنوں پر ظلم کرنے سے بھی تاکید کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

مجدّدِ اسلام عالَم گیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی شریعت نافذ کرتے ہوئے تمام شہریوں کو یکساں عدل وانصاف فراہم کیا۔ تاریخ نگاروں نے آپ کے عدل کا یہ حسین واقعہ بھی لکھا کہ شاہِ ہند اورنگ زیب علیہ الرحمہ ایک رات کو اپنے محل میں آرام فرمارہے تھے کہ کسی نے اپنی فریاد پیش کرنے کے لیے شاہی محل میں لٹکی ہوئی زنجیر کو ہلایا، آپ نے فریادی کو بلوایا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک عمر رسیدہ بیوہ خاتون ہے، اُس نے فریاد کی کہ مَیں نے اپنی بیٹی کی منگنی ایک رشتہ دار سے کر دی ہے، مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ گاؤں کے زمیندار کا بیٹا آج رات میری بیٹی کو زبردستی اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہے، مَیں اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

آپ نے اُسے محل میں ٹھہرانے کا حکم دیا اور فوری طور پر دو تیز رفتار گھوڑے منگوائے، اپنے ساتھ ایک وزیر کو لیا اور اُسی وقت رات کی تاریکی میں بیوہ کے گاؤں پہنچے، وہاں جا کر دیکھا کہ اُس گھر پر زمیندار کے غنڈے حملہ آور ہو رہے ہیں، شاہِ ہند اور اُن کے وزیر نے خود غنڈوں کا مقابلہ کر کے اُنھیں وہاں سے بھگایا، اِس دوران آپ اور وزیر زخمی بھی ہوئے، بہر حال بیوہ کی بیٹی کو اپنے ہمراہ لے کر رات کو ہی اپنے محل میں واپس پہنچے اور اُسے ماں کے حوالے کیا۔

صبح گاؤں کے زمیندار سمیت تمام مجرموں کو دربارِ شاہی میں پیش کیا گیا تو شاہِ ہند نے فرمایا: مَیں نے اور وزیر نے تمھیں اپنا حق معاف کیا، مگر بیوہ اور اُس کی بیٹی پر جو ظلم ہوا ہے اُس کی قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔

بعد ازاں اُس بیوہ کو شاہی خزانے سے 500 اشرفیاں دی گئیں اور جب اُس کی بیٹی کی شادی ہوئی تو شاہِ ہند نے خود شادی میں شریک ہو کر رہتی دُنیا تک کے حکمرانوں کو مظلوموں کی فریاد رسی کا سلیقہ سکھایا۔ (تذکرۂ مجددینِ اسلام، ص: 253، مکتبہ نبویہ)

حرفِ آخر

حکومت واقتدار ایسی شے ہے کہ اگر حکمران اسلام کی خدمت کرے اور مخلوقِ خدا کا بھلا کرے تو اُسے دونوں جہان میں عزت ملتی ہے، لیکن اگر اپنے اختیارات کو اسلام کی سربلندی کے لیے استعمال نہ کرے اور مخلوقِ خدا پر ظلم کرے تو دونوں جہان میں ذلیل ورُسوا ہوتا ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ امام الانبیا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: إِنَّ أَفْضَلَ عِبَادِ اللهِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِمَامٌ عَادِلٌ رَّفِيْقٌ، وَإِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِمَامٌ جَائِرٌ خَرِقٌ۔ یعنی ”جس مسلمان کو عہدہ ملا، پھر اُس نے عدل وانصاف قائم کیا اور نرمی اختیار کی تو قیامت کے دن ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ فضیلت پانے والے بندگانِ خدا میں اِس خوش نصیب کو نمایاں مقام حاصل ہوگا۔ اور جس بندے کو عہدہ ملا، پھر اُس نے ظلم کیا اور سختی کی تو یہ بدنصیب قیامت کے دن بدترین درجہ والوں میں سے ہوگا۔“ (شعب الایمان، حدیث:6986)

مغلیہ خاندان کو ہی لیجیے، جلال الدین اکبر نے دین سے بے وفائی کی تو رسمی جاہ وجلال کے باوجود ایسا ذلیل ہوا کہ ہمیشہ اُسے بُرے الفاظ سے ہی یاد کیا جائے گا، جب کہ اُسی کے پڑپوتے عالَم گیر علیہ الرحمہ نے دین سے وفا کی تو درویشانہ رنگ کے باوجود ایسی عزت پائی کہ ہمیشہ مسلمانوں کے دلوں پر اُن کا راج رہے گا۔

ہمیں چاہیے کہ اپنی طاقت کے مطابق دین کی خدمت کریں اور خلقِ خدا کو نفع پہنچائیں، یہ ربّ تعالیٰ کے خاص کرم کی نشانی ہے۔ پرورَدۂ آغوشِ نبوت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ خاتم النبیین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: إِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اِسْتَعْمَلَهٗ۔ ”جب اللہ تعالیٰ بندے سے بھلائی کا اِرادہ فرمائے تو اُس سے اچھا کام لے لیتا ہے۔“ عرض کی گئی: كَيْفَ يَسْتَعْمِلُهٗ يَارَسُوْلَ اللهِ؟ یارسول اللہ! کام لینے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: يُوَفِّقُهٗ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ۔ ”اُسے موت سے پہلے نیک کام کی توفیق[1] عطا فرمادیتا ہے۔“ (جامع ترمذی، حدیث:2142)

شاہِ ہند، سلطانِ اسلام، مُحِی الدین محمد اورنگ زیب عالَم گیر علیہ الرحمہ کی زندگی حکمرانوں کے لیے بھی لائقِ تقلید ہے اور عوام کے لیے بھی۔ جہاں اُنھوں نے بحیثیتِ بادشاہ شاندار نقوش چھوڑے وہاں اُن کی نجی زندگی بھی کامیابی پانے کا راستہ دکھاتی ہے۔

---

[1] ”توفیق“ کا آسان الفاظ میں مفہوم ہے کہ بندے کو پسندیدہ کام کے اسباب فراہم ہوجائیں، اُسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی والی باتیں اور کام کرنے کا موقع مل جائے۔ حقیقت میں کامیاب وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ خیر کی توفیق عطا کردے۔

اُنھوں نے تختِ شاہی کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود قرآنِ مجید حفظ کیا،[1] مگر ہم مصروفیات کا بہانہ بنا کر اُس کی تلاوت بھی نہیں کرتے... وہ شاہِ ہند ہونے کے باوجود ہمیشہ باوُضو رہتے تھے اور نمازِ پنج گانہ پابندی کے ساتھ مسجد میں باجماعت ادا کرتے تھے، مگر ہم میں سے بہت سوں کو معاذ اللہ نماز کے لیے وقت نہیں ملتا... اُنھیں علمِ دین سے ایسی محبت تھی کہ زندگی کے آخری ایّام میں دوبارہ مکمل بخاری شریف پڑھی،[2] مگر ہم فرض علوم کی طرف بھی توجّہ نہیں کرتے... وہ شاہی پروٹوکول کے باوجود اپنے ہاتھوں سے ٹوپیاں بناتے اور قرآنِ مجید کی کتابت کرتے تھے، مگر ہمارے معاشرے کے بہت سے افراد کو محنت مزدوری میں عار محسوس ہوتی ہے۔

اقبال علیہ الرحمہ نے کہا:

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثُریّا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا[3]

اللہ تعالیٰ سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صدقے میں مجدّدِ اسلام حضرت عالَم گیر علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے، اُن کے طفیل ہمیں بھی دینِ متین کی خدمت نصیب کرے اور ہماری بخشش و مغفرت فرمائے۔

ربّ کریم دُنیا بھر کے مسلم حکمرانوں کو عالم گیر علیہ الرحمہ کی دینی غیرت سے کچھ حصہ عطا فرمائے اور اُمّتِ مسلمہ کو وَحدت واتفاق سے نوازے۔

خالقِ کائنات اسلام کو غلبہ عطا فرمائے، تمام دشمنانِ اسلام کو ذلیل ورُسوا کرے، مُلکِ پاکستان کو ہر قسم کی دہشت گردی اور بحرانوں سے نجات دے اور کشمیر و فلسطین سمیت دُنیا بھر کے دیگر مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

---

[1] مقدمہ حسنات الحرمین، ص:119

[2] مقدمہ حسنات الحرمین، ص:119

[3] ثُریّا: ستاروں کا ایک مجموعہ، مراد بلندی۔ یعنی ہم نے اپنے بزرگوں کی میراث محفوظ نہ رکھی تو آسمان نے ہمیں بلندی سے پستی میں گرا دیا۔